سلسلہ فقہیات

نماز میں سلام پھیرنے کے آداب واحکام

از

الشیخ مقبول احمد السلفی

دفتر تعاونی برائے دعوت وارشاد شمالی طائف (مسرہ) سعودی عرب

For Call & WhatsApp: 00966531437827

Islamic BLOG: www.maquboolahmad.blogspot.com

نماز میں سلام پھیرنے کے آداب واحکام

مقبول احمد سلفی
اسلامک دعوۃ سنٹر شمالی طائف (مسرہ)

سلام یہ دعائے سلامتی ورحمت ہے اور صرف مسلمانوں کے لئے عام ہے۔ کافروں کو سلام نہیں کیا جائے گا۔ یہی سلام نماز کا آخری کام ہے، اس کے بعد نماز ختم ہو جاتی ہے۔ نماز میں جو آخری کام سلام ہے نیچے اس کے چند آداب واحکام بیان کئے جارہے ہیں۔

(۱) سلام کا حکم:

حنفیہ نے سلام کو واجب کہاہے مگر جمہور کے نزدیک رکن ہے۔ دلیل سے سلام کا رکن ہونا ہی قوی ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مِفتاحُ الصَّلاةِ الطُّهورُ وتحريمُها التَّكبيرُ وتحليلُها التَّسليمُ** (صحيح أبي داود:٦١٨)

ترجمہ: نماز کی کنجی وضو ہے، اس کی تحریم «اللہ اکبر» کہنا اور اس کی تحلیل «السلام علیکم» کہنا ہے۔

اللہ اکبر کہنے ہی سے نماز شروع ہوتی ہے اور اس دوران باتیں کرنا یا نماز کے منافی دوسرے اعمال حرام ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے اور اس کا اختتام سلام پر ہوتا ہے یعنی سلام سے پابندی ختم ہو جاتی ہے اس لئے اسے تحلیل حلال ہونا کہا گیا ہے۔

اس حدیث کی بنیاد پر نماز میں تکبیر تحریمہ بھی رکن ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی اور سلام پھیرنا بھی رکن ہے اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوگی۔

(۲) سلام پھیرنے کا طریقہ:

نماز ایک رکعت والی ہو یا ایک سے زائد رکعت والی، آخری تشہد میں التحیات، درود اور ماثورہ دعائیں پڑھنے کے بعد، سلام شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہو اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے دائیں جانب اچھی طرح مڑے اس طرح کہ دائیں جانب والا نمازی اس کے رخسار کو دیکھ لے اور پھر قبلہ رخ ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے بائیں جانب اچھی طرح مڑے اس طور پر کہ بائیں جانب والا نمازی اس کے بائیں رخسار کو دیکھ لے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ التفات کے وقت نمازی کی نظر اپنے دائیں اور بائیں کندھے پر ہو یا دائیں وبائیں نمازی کی طرف ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے:

أنَّ رسولَ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليْهِ وسلَّمَ كانَ " يسلِّمُ عن يمينِهِ: السَّلامُ عليكم ورحمةُ اللَّهِ حتَّى يُرى بياضُ خدِّهِ الأيمنِ، وعن يسارِهِ: السَّلامُ عليكم ورحمةُ اللَّهِ حتَّى يرى بياضُ خدِّهِ الأيسرِ (صحيح النسائي:١٣٢٤)

ترجمہ: نبی ﷺ اپنے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے (اور کہتے:) [السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ] حتی کہ دائیں طرف بھی آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی اور بائیں طرف بھی آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

بعض لوگوں کا یہ عمل ہے کہ السلام علیکم قبلہ رخ کہتے ہیں اور ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے التفات کرتے ہیں۔ شیخ ابن عثیمین نے اس عمل کو بے بنیاد کہا ہے اور شیخ صالح فوزان نے بھی کہا کہ سلام کے ساتھ ہی التفات ہوگا۔

(۳) سلام پھیرتے وقت بعض غلطیاں:

جب سلام کیا جائے تو بدن کو دائیں اور بائیں موڑنے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ یہ عمل بعض لوگوں میں پایا جاتا ہے، بالخصوص خواتین میں۔ اس عمل کی کوئی حقیقت نہیں ہے، سلام پھیرتے وقت صرف چہرے کا التفات ہے۔ سلام کے وقت ہاتھوں کا اشارہ کرنا بھی غلط ہے جیسا کہ بعض صحابہ کرام بھی ایسا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے انہیں منع کیا۔

ایک اہم غلطی یہ ہے کہ عموما برصغیر ہندوپاک میں مقتدی حضرات امام کے ساتھ ہی سلام پھیرنے لگ جاتے ہیں یعنی جیسے ہی امام سلام پھیرنا شروع کرتا ہے مقتدی بھی شروع کر دیتے ہیں جبکہ مقتدی کو امام کی متابعت کا حکم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے پیچھے پیچھے چلے، امام کے ساتھ ساتھ یا آگے آگے نہیں۔

بعض لوگ اس عجلت میں سلام پھیرتے ہیں کہ امام کا دوسرا سلام مکمل بھی نہیں ہوتا کہ مقتدی کا دوسرا سلام ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ جب امام سلام پھیر لے تب مقتدی سلام پھیرے۔

اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ امام جیسے سلام پھیرنا شروع کرے مسبوق (جس کی رکعت چھوٹی ہو) فوراً چھوٹی ہوئی رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے بلکہ جب امام دونوں طرف سلام پھیر لے تب کھڑا ہو۔ بعض اہل علم نے دوسرے سلام کو مستحب کہا ہے ان کی نظر میں اگر کوئی امام کے دوسری جانب سلام پھیرنے سے قبل اتمام رکعت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کی نماز درست ہے مگر اوپر میں نے ذکر کیا ہے سلام پھیرنا نماز کا رکن ہے لہذا جو کوئی امام کے دوسری جانب سلام پھیرنے سے قبل کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے مسبوق کو چاہئے کہ امام کے دونوں سلام کا انتظار کرے پھر کھڑا ہو۔

مقتدی کی ایک غلطی یہ بھی ہے کہ جب امام سلام پھیر رہا ہوتا ہے اس وقت بعد میں آنے والا نمازی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے حالانکہ سلام کے ساتھ نماز ختم ہو جاتی ہے اور سلام سے قبل امام کو پائے تو جماعت میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں تاکہ جماعت سے نماز پڑھنے کا بقیہ اجر حاصل کر سکے گو کہ جماعت کا ثواب پانے کے لئے کم از کم امام کے ساتھ ایک رکعت پانا ضروری ہے۔ جب کوئی نمازی مسجد میں داخل ہو اس حال میں کہ امام سلام پھیر رہا ہے تو رک جائے یہاں تک کہ امام سلام سے فارغ ہو جائے اور وہ الگ سے نماز ادا کرے یا کوئی دوسرا بھی نماز پڑھنے والا ہو تو جماعت بنالے۔

(۴) سلام پھیرنے میں التفات کا حکم:

نبی ﷺ سے دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام کرتے وقت التفات کرنا ثابت ہے، آپ ﷺ کے اس عمل سے التفات کا مسنون ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یہاں ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی سلام کرتے وقت التفات نہ کرے یا التفات کرنا بھول جائے تو نماز ہوگی کہ نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تسلیم (السلام علیکم کہنا) نماز کا رکن ہے، یہ حاصل ہو گیا تو نماز صحیح ہے لیکن چونکہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ میری طرح نماز پڑھو اور سلام میں التفات کرنا سنت ہے اس لئے اس کو عمداً نہیں چھوڑا جائے گا۔

(۵) فرض نماز میں ایک سلام یا دو سلام؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ میں نے ایک شخص کے پیچھے نماز پڑھی، اس نے صرف دائیں جانب سلام پھیرا، کیا ایک سلام پر اکتفا کرنا جائز ہے اور کیا یہ سنت میں وارد ہے؟ تو شیخ نے جواب دیا کہ جمہور اہل علم ایک سلام کو کافی سمجھتے ہیں اس لئے کہ بعض احادیث ایسی وارد ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور بہت سے اہل علم اس جانب گئے ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنا ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ سے ایسا ہی ثبوت ملتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

صلوا كما رأيتموني أصلي رواه البخاري في صحيحه۔

ترجمہ: تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔ اسے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

یہی قول درست ہے۔ اور ایک طرف سلام پھیرنے کو کافی کہنا ضعیف ہے کیونکہ اس بابت وارد احادیث یا تو ضعیف ہیں یا غیر صریح ہیں۔ اگر صحیح بھی مان لیں تو شاذ ہوگی اس لئے کہ یہ زیادہ صحیح، زیادہ ثابت اور زیادہ صریح کے مخالف ہوگی، البتہ جو جہالت یا احادیث کی صحت کا اعتقاد رکھتے ہوئے ایسا کرلے تو اس کی نماز درست ہے۔ (مجموع فتاوی ومقالات الشیخ ابن باز ۱۶۶/۱۱)

اور شیخ ابن عثیمین نے کہا کہ اگر ایک سلام پر اکتفا کیا جائے تو کیا کفایت کرے گا؟ شیخ کا جواب یہ ہے علماء کے درمیان اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کفایت کرے گا اور بعض نے کہا کہ کفایت نہیں کرے گا اور بعض نے کہا کہ نفل میں کفایت کرے گا مگر فرض نماز میں کفایت نہیں کرے گا۔ یہ تین اقوال ہیں اور احتیاط اسی میں ہے کہ دونوں طرف سلام پھیرا جائے اس لئے کہ اگر دونوں طرف سلام پھیرا جائے تو کوئی نہیں کہے گا کہ تمہاری نماز باطل ہے اور اگر ایک طرف سلام کرے تو بعض اہل علم کہیں گے کہ تمہاری نماز باطل ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ نبی ﷺ نے اس امر میں احتیاط کرنے کا حکم دیا جس میں دلیل واضح نہ ہو۔ (الشرح الممتع ۳/۲۱۱-۲۱۲)۔

خلاصہ یہ ہوا کہ نماز میں دونوں طرف سلام پھیرا جائے گا اور اگر ایک طرف سلام پھیرنا کفایت نہیں کرے گا۔

لوگوں میں ایک غلط فہمی یہ ہے کہ بائیں جانب شیطان ہوتا ہے اس لئے صرف دائیں جانب ہی سلام کیا جائے، یہ قول مردود و باطل ہے۔

(٦) سلام پھیرتے وقت ہم کس سے سلام کرتے ہیں؟

جب آدمی نماز سے سلام پھیرے تو وہ نماز سے باہر ہونے کی نیت کرے، ساتھ ہی حفاظت کرنے والے فرشتوں اور مسجد میں موجود نمازیوں پر سلام کی نیت کرے۔ اس طرح یہ سلام نماز سے باہر ہونے کے ساتھ فرشتوں اور نمازیوں کے لئے ہو گا۔ اپنے دائیں بائیں بھائی کو سلام کرنے کی دلیل یہ ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَامَ تُومِئُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ، وَشِمَالِهِ» (صحیح مسلم: ۴۳۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم کہتے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے دونوں جانب اشارہ کیا، چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اپنے ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کیوں کرتے ہو، جیسے وہ بدکتے ہوئے سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوں؟ تم میں سے ہر ایک کے لیے بس یہی کافی ہے کہ اپنے ہاتھ اپنی ران پر رکھے، پھر اپنے بھائی کو سلام کرے جو دائیں جانب ہے اور جو بائیں جانب ہے۔

شیخ ابن عثیمین کہتے ہیں کہ اگر کہا جائے کہ سلام کس کے اوپر ہے تو جواب یہ ہے کہ اگر جماعت سے نماز پڑھنے والے ہوں تو یہ سلام ان کے لئے ہے اور اکیلے بغیر جماعت کے ہو تو یہ سلام دائیں بائیں موجود فرشتوں کے لئے ہے۔ (الشرح الممتع: ۲۰۸/۳)۔

ایک شبہ کا ازالہ: مسلم شریف کی مذکورہ حدیث سے احناف نماز میں عدم رفع یدین کی دلیل پکڑتے ہیں جبکہ یہ حدیث سلام کے باب میں سلام کرنے سے متعلق ہے۔ اس کا رکوع میں جاتے ہوئے یا اٹھتے وقت رفع یدین سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے امام نسائی اور امام ابوداؤد وغیرہ نے یہ حدیث سلام کے باب میں لایا ہے۔

(٧) سلام کے وقت ہوا خارج ہونا:

اگر سلام پھیرنے سے قبل ہوا خارج ہو گئی تو نماز باطل ہو گئی پھر سے وضو بنا کر نئے سرے سے نماز ادا کرنی ہو گی لیکن اگر پہلا سلام پھیرنے کے بعد دوسرے سلام سے قبل ہوا خارج ہوئی تو اس میں اختلاف ہے جنھوں نے نماز میں ایک سلام کو کافی مانا ہے تو ان کی نظر میں نماز صحیح ہے اور جنھوں نے نماز میں ایک سلام کو کافی نہیں مانا ہے ان کی نظر میں نماز باطل ہو گئی۔ دلائل سے قوی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ایک سلام کفایت نہیں کرے گا اس وجہ سے پہلے سلام کے بعد دوسرے سلام سے قبل ہوا خارج ہونے پر وضو بنا کر پھر سے نماز دہرائے۔ سنت کے خلاف احناف کا فتوی یہ ہے کہ سلام کے وقت یا اس سے قبل ہوا خارج ہونے یا نماز کے منافی کام کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

(٨) صرف السلام علیکم کہنا یا آخر میں برکاتہ کا اضافہ کرنا:

تسلیم کا اطلاق کم سے کم السلام علیکم پر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے نماز کی تحریم اللہ اکبر ہے اور اس کی تحلیل تسلیم یعنی السلام علیکم کہنا ہے اس لئے کوئی محض السلام علیکم بھی کہتا ہے تو بھی کفایت کر جائے گا۔ مسلم شریف کے الفاظ ہیں: وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ (صحیح مسلم: ۴۹۸) یعنی اور نماز کو سلام پر ختم کرتے تھے۔

اس بات کی ایک واضح دلیل سنن نسائی میں ہے جس میں صرف السلام علیکم کا ذکر ہے۔ حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا:

كنَّا نصلِّي خلفَ النَّبيِّ صلَّى اللَّهُ عليْهِ وسلَّمَ فنسلِّمُ بأيدينا فقالَ ما بالُ هؤلاءِ يسلِّمونَ بأيديهم كأنَّها أذنابُ خيلٍ شُمُسٍ أما يَكفي أحدُهم أن يضعَ يدَهُ على فخذِهِ ثمَّ يقولَ السَّلامُ عليكُم السَّلامُ عليكُم (صحیح النسائی: ۱۱۸۴)

ترجمہ: ہم نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: انھیں کیا ہوا ہے کہ ہاتھوں سے سلام کر رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ کیا انھیں کافی نہیں کہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے رہیں اور (زبان سے) کہہ دیں: [السلام علیکم، السلام علیکم]۔

یہ روایت نیل الاوطار میں بھی ہے، اس میں علامہ شوکانیؒ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ " ثمَّ يقولَ السَّلامُ عليكُم " دلیل ہے کہ کوئی ورحمۃ اللہ نہ کہے تو بھی کفایت کر جائے گا۔

جہاں تک وبرکاتہ کی زیادتی ہے تو وائل بن حجر سے ابوداؤد میں دائیں جانب سلام پھیرنے میں مکمل جملہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں جانب سلام پھیرنے میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ آیا ہے۔ چنانچہ جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

صلَّيتُ معَ النَّبيِّ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ فَكانَ يسلِّمُ عن يمينِهِ السَّلامُ عليكم ورحمةُ اللَّهِ وبرَكاتُهُ وعن شمالِهِ السَّلامُ عليكم ورحمةُ اللَّهِ(صحيح أبي داود:٩٩٧)

ترجمہ: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے تو «السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ» کہتے اور اپنی بائیں طرف «السلام علیکم ورحمۃ اللہ» کہتے۔

اسی حدیث کی بنیاد پر بعض اہل علم نے ورحمۃ اللہ کی زیادتی کا جواز تسلیم کیا ہے کیونکہ یہ حدیث علامہ البانی سمیت حافظ ابن حجر اور علامہ نووی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ شیخ البانی نے صرف دائیں جانب وبرکاتہ کی زیاتی کو صحیح کہا ہے۔(دیکھیں تمام المنۃ: ۱۷۱) جبکہ بلوغ المرام اور المجموع میں جس روایت کو حافظ اورامام نووی نے صحیح کہاہے وہاں دونوں جانب وبرکاتہ ہے۔ بہر کیف افضل واولی یہی ہے کہ سلام پھیرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر اکتفا کرے کیونکہ آپ ﷺ کا اکثر وبیشتر عمل یہی ہے لیکن کبھی کبھار وبرکاتہ بھی کہہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۹) نماز جنازہ میں ایک سلام اور دو سلام:

شیخ البانی احکام الجنائز میں عطاء بن سائب سے روایت لائے ہیں اور اس کی سند کو حسن قرار دئے ہیں:

أنَّ رسولَ اللَّهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ صلَّى علَى جنازةٍ ، فَكَبَّرَ عليها أربعًا ، وسلَّمَ تسليمةً واحدةً ۔(احکام الجنائز:۱۶۳)

ترجمہ: نبی ﷺ نے جنازہ کی نماز پڑھی پس اس میں چار تکبیرات کہی اور صرف ایک طرف سلام پھیرا۔

ایک سلام والی روایات کی وجہ سے بعض اہل علم نے نماز جنازہ میں صرف ایک طرف سلام پھیرنے کو سنت کہا ہے تاہم یہ بھی کہتے ہیں دونوں جانب سلام پھیرنا بھی جائز ہے۔ شیخ ابن عثیمین کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں صرف دائیں جانب ہی سلام پھیرنا ہے لیکن اگر کوئی دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام پھیرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اس معاملہ میں وسعت ہے اس بابت نبی ﷺ کے متعلق اثر آیا ہے کہ آپ بائیں طرف بھی سلام پھیرتے تھے۔(فتاوی نور علی الدرب)

شیخ البانی نے کہا ہے کہ نماز جنازہ میں دو سلام ہے اور بعض لوگوں نے جو ایک سلام کو نماز جنازہ کے ساتھ خاص کیا ہے سنت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ وہ فرض نمازوں اور جنازہ کے سلام میں فرق نہیں کرتے البتہ مزید یہ کہتے ہیں فرض نمازوں کی طرح جنازہ کی نماز میں ایک طرف سلام پھیرنے پر اکتفا کرنا جائز ہے لیکن فرض نماز اور نماز جنازہ میں افضل دو سلام ہے۔(فتاوی الالبانی، جمع وترتیب ابوعبدالرحمن عادل بن سعد)

خلاصہ یہ ہے کہ نماز جنازہ میں ایک طرف اور دونوں طرف سلام پھیرنا جائز ہے۔

Sheikh Maqbool Ahmad Salafi